علامہ شبیر احمد عثمانی اور تحریک پاکستان
(۱۹۴۰ء - ۱۹۴۷ء)

سید عبدالصمد پیرزادہ

برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی جداگانہ قومی ریاست کے مطالبے پر بیسوی صدی کے تیسرے عشرے میں نمایاں پیش رفت ہوئی(۱) تحریک خلافت کے بعد ہندو جلد ھی اپنے اصلی روپ میں آ گئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے نو مسلموں کو پھر سے ہندو مت میں واپس لانے کے لئے شدھی اور سنگھٹن تحریکیں پرجوش انداز سے شروع کیں(۲) ان تحریکوں کو پذیرائی نہ مل سکی تو کانگرس نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کا جائزہ لینے کیلئے بھیجے گئے سائمن کمیشن کے مقابلے میں متفقہ ہندوستانی آئین کی تدوین کے لئے ایک کل ہند اجلاس بلوایا اور تمام سیاسی تنظیموں کو اس میں شرکت کی دعوت دی - اس اجلاس کی سفارشات ,,نہرو کمیٹی رپورٹ،، کے نام سے جاری کی گئیں - نہرو کمیٹی رپورٹ نے اپنی مسلم دشمنی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی -

نتیجةً آل انڈیا مسلم لیگ اور جمعیت علما ھند نے اس کے مندرجات کو مسترد کر دیا(۳) مارچ ۱۹۳۰ءمیں نہرو کمیٹی کی سفارشات پر مبنی آئین کے تحت جب کانگرس نے کامل آزادی کا نعرہ لگایا تو جمعیت علماء ھند نے کانگرس کے ساتھ اپنے اختلافات بالائے طاق رکھ کر اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا ۔ دریں اثناء حکومت برطانیہ نے سائمن کمیشن کی رپورٹ ، گول میز کانفرنس کے مباحث، اور کمیونل ایوارڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مسودۂ قانون پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں پیش کیا جو منظور ہو کر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کہلایا ۔

مسلسل اسلام دشمنی اور مسلم مفادات کی مخالفت کے باوجود جمعیت علماء ھند کا کانگرس کے ساتھ اشتراک عمل مسلم عوام کے لیئے ایک ناقابل فہم معمہ تھا جبکہ حالات تقاضا کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا ایک مضبوط پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے جو اُن کے حقوق اور مفادات کی صحیح طور سے نگرانی کر سکے ۔ اس تذبذب کے عالم میں کہ دونوں مسلم سیاسی جماعتوں میں سے کون سی جماعت مسلم مفادات کی ترجمانی کر سکتی ہے ممتاز عالم دین مولانا اشرف علی تھانوی (۱۸۶۳ ۔ ۱۹۴۳) سے فتوی طلب کیا گیا ۔ انہوں نے مسلم لیگ اور جمعیت علماء ھند کے زعماء کو استفساری خطوط ارسال کئیے اور بعد ازاں ۱۰ فروری ۱۹۳۸ کو تنظیم المسلمین کے عنوان سے اپنا فتوی جاری کیا (۴) فتوے میں مولانا نے مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شریک ہونے اور اس کے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے میں مدد دینے کی تلقین کی ، (۵) مسلم لیگ کی قیادت کو دین کی طرف راغب کرنے کے لیئے مولانا نے ایک تنظیم ,,مجلس دعوت الحق،، کے نام سے قائم کی (۶) مولانا نے کانگرس کے متحدہ قومیت کے

نظریہ کی بھرپور مخالفت کی اور دارالعلوم دیوبند کو کانگرس کے اس سیاسی مسلک سے منسلک کرنے کے باعث مدرسے کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا (۷) جمعیت علماء ہند کے اجلاس منعقدہ دھلی (۱۹۳۹ء) میں جب آپ کو شرکت کی دعوت دی گئی تو شرکت سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے مولانا تھانوی نے فرمایا ,,مسلمانوں کا کانگرس میں شریک ہونا میرے لیئے مذہباً مہلک ہے بلکہ کانگرس سے بیزاری کا اعلان کر دینا نہایت ضروری ہے ... مسلمانوں کا کانگرس میں داخل ہونا اور داخل کرنا میرے نزدیک ان کی دینی موت کے مترادف ہے ،، (۸)

کانگرس کے ,,نظریہ متحدہ قومیت،، پر مولانا تھانوی کی کاری ضرب اور اس موضوع پر صدر جمعیت علماء ہند مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ ـ ۱۹۵۷) اور علاّمہ ڈاکٹر محمد اقبال (۱۸۷۷ ـ ۱۹۳۸) کے مابین علمی بحث (۹) نے مسلم لیگ کی تحریک میں جان ڈال دی۔مولانا تھانوی کی اس فکر کو سیاسی میدان میں علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۸۸۵ ـ ۱۹۴۹) نے آگے بڑھایا ـ

علامہ شبیر احمد عثمانی ۱۰ محرم ۱۳۰۵ ھ/ ۱۸۸۵ ضلع بجنور میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی مولانا فضل الرحمن، مولانا محمد قاسم نانوتوی (۱۸۳۲ ـ ۱۸۸۰) کے قائم کردہ دارالعلوم دیوبند میں استاذ تھے۔علامہ عثمانی ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اور وھیں سلسلۂ تدریس شروع کر دیا بعد ازاں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل چلے گئے اور ۱۹۳۲ء میں وھاں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم مقرر ہوئے۔۱۹۴۲ء میں دارالعلوم سے علیحدگی اختیار کر لی ـ علمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علامہ عثمانی نے عملی سیاست میں بھی گرمجوشی سے

حصّہ لیا۔ایام جوانی میں آپ نے تحریک ریشمی رومال کے اکابرین مولانا محمود حسن ۱۸۵۱ - ۱۹۲۰) ، مولانا عبیداللہ سندھی (۱۸۷۲ ۔ ۱۹۴۴) حاجی ترنگ زئی اور تحریک خلافت کے دوران مولانا عبدالباری فرنگی محلی (۱۸۷۸ ۔ ۱۹۲۶) حکیم اجمل خان (۱۸٦۳ ۔ ۱۹۲۷) اور علی برادران جیسے صف اول کے قائدین کے ساتھ سیاست میں اپنا کردار ادا کیا ۔ علامہ عثمانی نے ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ کو وفات پائی ۔ مدفن کراچی ہے (۱۰)۔

بعض علمائے دیوبند نے ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل کو جب دینی اعتبار سے درست قرار دیا تو دارالعلوم کے صدر کی حیثیت سے علامہ عثمانی نے اس فیصلے سے اتفاق نہیں کیا۔اس پر آپ نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا ,,قومیت متحدہ کا نظریہ جو کانگرس کے دستور اساسی کا پتھر ہے اس معنی میں کانگرس کے ہمنوا علماء کی رائے مجھے شرعی اعتبار سے تسلیم نہیں،، میرے نزدیک سب سے پہلے ایک اسلامی وحدت و مرکزیت پر زور دینے کی ضرورت ہے اس کے بدون کسی نام نہاد قومیت متحدہ کے تیز دھارے میں گھاس کے تنکوں کی طرح اپنے آپ کو ڈال دینا خود کشی کے مترادف ہے (۱۱)

دیوبند مکتب فکر کی قدآور علمی شخصیات مولانا ظفر احمد عثمانی (۱۸۹۳ ۔ ۱۹۷۴) مفتی جمیل احمد تھانوی (۱۹۰۵ ۔) مولانا خیر محمد جالندھری (م ۔ ۱۹۷۰) ، مفتی محمد شفیع (۱۹۷٦) اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م : ۱۹۷۴ء) نے آپ کے خیالات کی تائید کی (۱۲)

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت انتخابات ہوئے اور مسلم اقلیت صوبوں میں کانگرس نے مسلم کش پروگرام نافذ کر دیا،جس کی روداد پیرپور رپورٹ، شریف رپورٹ اور وزیر اعلی

بنگال کی مسلم سفرنگز انڈر کانگرس رول میں شائع ہوئی مسلم تہذیب و ثقافت کو برباد کرنے اور مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی اس خونچکان داستان نے مسلمانوں پر واضح کر دیا کہ اُن کا مستقبل اپنے جداگانہ تشخص میں مضمر ہے جس کا اظہار آل انڈیا مسلم لیگ نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ کے اجلاس میں قرار داد پاکستان منظور کر کے کر دیا (۱۳)

قرار داد پاکستان منظور ہونے کے بعد علمائے دیوبند کی ایک بڑی جماعت نے علامہ شبیر احمد عثمانی کی زیر قیادت حصول پاکستان کیلئے بھرپور جدوجہد کا آغاز کر دیا ۔ کرپس مشن (۱۹۴۲ء) اور شملہ کانفرنس (۱۹۴۵ء) کی ناکامی کے بعد مولانا ظفراحمد عثمانی نے فتوی دیا کہ ,,کفار و مشرکین کے جھنڈے کے نیچے کسی تحریک میں شریک ہونا حرام ہے، اور مسلم لیگ کے مقابلے میں کانگرس کو تقویت دینا اور لیگ کو کمزور کرنا جائز نہیں ،، (۱۳)

کلمہ گو مسلمانوں پر مشرکین کو ترجیح دینا، مشرکین کے ساتھ کامل تعاون مگر اپنے ہم مذہب بھائیوں کی جماعت کو سب وشتم کا نشانہ بنانا بعض علماء دیوبند کی یہ روش عام مسلمانوں، اور مسلمان رہنماوں کے لیئے قطعاً قابل قبول نہیں تھی، مولانا اشرف علی تھانوی جیسے ممتاز عالم دین اور صوفی بعض علمائے دیوبند کی اس روش کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں غلط قرار دے چکے تھے اور اس نقطہ نظر سے بےشمار علماء کا کامل اتفاق تھا ۔ چنانچہ ان حالات میں شرکت کانگرس سے متعلق فتوؤں کو کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی اور نتیجۃً مسلم لیگ کی مقبولیت میں روزافزوں اضافہ ہونے لگا ۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے خلاف جمعیت علماء ہند کی سیاسی اور دینی یلغار سے عام مسلمان اُن سے دور ہوتے چلے گئے اور ان کے خیالات کو عمومی طور پر ردّ کر دیا گیا ۔ اسکے علی الرغم مسلم لیگ کے حامی علماء تحریک پاکستان کے فیصلہ کن مرحلے میں ایک قدم اور آگے بڑھے اور دیوبندی علماء کی الگ سیاسی جماعت بنانے کا فیصلہ کیا ، جمعیت علماء اسلام کے قیام کا ایک اہم مقصد مسلم لیگ کو دیوبندی، بریلوی، فرنگی محلی، اہل حدیث علماء، اور تمام سلاسل کے مشائخ کی حمایت بہم پہنچانا تھا(۱۵) اس ضمن میں پہلے بھی کچھ کوششیں کی جا چکی تھیں، علامہ شبیر احمد عثمانی جو قرار داد پاکستان کی منظوری سے قبل ہی قائداعظم کے ساتھ ملکر مسلم جماعتوں کے درمیان اشتراک اور ایک متحدہ اسلامی محاذ قائم کرنے کے لئے کوشاں تھے اس سلسلے میں کامیاب نہ ہو سکے (۱۶) مولانا عثمانی اور جمعیت علماء ہند کے صدر مولانا حسین احمد مدنی کے ذاتی تعلقات میں بھی کافی سرد مہری تھی (۱۷) اس پس منظر کے ساتھ مولانا راغب احسن اور مولانا آزاد سبحانی کی زیرنگرانی کلکتہ کے محمد علی پارک میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا گیا، دو مقامی تاجروں ایس اے حمید اور سیٹھ رزاق نے انتظامی اخراجات کا ذمہ لیا آل انڈیا مسلم لیگ نے ملک بھر سے علماء مشائخ کو کلکتہ لانے میں مدد کی ۔ بنگال کے صوبائی وزیر خواجہ ناظم الدین اور حسین شہید سہروردی (۱۸۹۳ ـ ۱۹۶۳) نے اس کام کی نگرانی کی ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی علالت کے باعث کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے تاہم مولانا ظہور احمد کے ہاتھ اپنا پیغام بھیج دیا ۔

۱۸ ذی قعدہ ۱۳٦۴ھ بمطابق ۲٦ اکتوبر ۱۹۴۵ء چار روزہ کل هند جمعیت‌علماء اسلام کے اجتماع کا آغاز هوا،مولانا راغب احسن نے خطبہ استقبالیہ پڑھا،مولانا ظفر احمد عثمانی نے اجلاس کی صدارت کی علامہ شبیر احمد عثمانی کا ,,پیغام،، مولانا محمد متین خطیب نے پڑھا ، قومیت کے مسئلے پر روشنی ڈالتے هوئے علامہ نے کہا کہ,,اسلامی نظریے کے مطابق روئے زمین پر دو هی قومیں آباد هیں ایک وہ قوم جس نے فاطر هستی کی صحیح معرفت حاصل کر کے اسکے مکمل اور آخری قانون کو اسکی زمین پر رائج کرنے کا التزام لیا ہے وہ مسلم یا مومن کہلاتی ہے دوسری جس نے اپنے اوپر ایسا التزام نہیں کیا اس کا شرعی نام کافر هوا ، (۱۸) اسلئے دس کروڑ مسلمانوں کی قومیت سے کوئی انکار نہیں کیا جا سکتا اس بنیاد کے اعتبار سے کل غیر مسلم قومیں دوسری قوم سمجھی جائیں گی اور اس چیز کا کوئی امکان باقی نہیں رهتا کہ مسلم اور غیرمسلم دونوں کے امتزاج سے کوئی قومیت متحدہ صحیح معنی میں بن سکے (۱۹) مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین رسول اللہ کی زیر قیادت میثاق مدینہ کا ذکر کرتے هوئے علامہ نے کہا اس معاهدے کی سب سے اهم دفعہ جسے عموماً استدلال کے وقت نظر انداز کیا جاتا رها ہے یہ تھی کہ اگر کسی معاملہ میں فریقین (مسلمان اور یہود) کے مابین نزاع هو گی تو آخری فیصلہ وہ هوگا جو اللہ اور اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صادر فرمائیں گے کیا قومیت متحدہ کے علمبردار آج کوئی ایسی شرط ماننے یا منوانے کے لئے تیار هیں (۲۰) هندوستان کے دس کروڑ مسلمان ایک مستقل قوم هیں اس قوم کی وحدت اورشیرازہ بندی کے لئےضروری ہے کہ اس کا کوئی مستقل مرکز هو جهاں سے اسکے قومی محرکات اور عزائم فروغ پا سکیں اور جهاں سے وہ مکمل آزادی اور مادی اقتدار کے

ساتھ اپنے خدائی قانون کو بےروک ٹوک نافذ کر سکے بلکہ اسکے بےمثال قانون عدل و حکمت کا کوئی عملی نمونہ قائم کر کے دنیا کو وہ مشعل دکھا سکے جسکی آج ھمیشہ سے زیادہ دنیا کو ضرورت ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ جمعیت علماء ھند سے منسلک علماء کا مسلسل نشانہ بنی ھوئی تھی خصوصاً مسلم لیگ کے صدر اور اسکی تنظیم کے خلاف کانگریس نواز علماء نے بہت کچھ کہا فتوے دیئے اور مسلمانوں کو اس سے دور رھنے کی ھر ممکن ترغیب دی اس ضمن میں علامہ نے اپنے خطبے میں جو موقف اختیار کیا اُس سے متعلّق ایک اقتباس ملاحظہ ھو :

,,بلاشبہ مسلم لیگ اور اسکے قائد میں انسانی کمزوریاں ھیں اور ان کی بہت سی باتیں ھمارے علماء کے نزدیک قابل اعتراض ھیں لیکن ضرورت ہے کہ عوام کو تیار کیا جائے اور اچھے اچھے پختہ علماء و زعماء عوام کی طاقت سے ان کو مجبور کر دیں کہ وہ امانت داری سے اپنے کو اس منصب کا اھل ثابت کریں جو جمہور کی طرف سے ان کو تفویض ھوا ہے۔ جھاں تک میں اپنی بساط کے موافق اندازہ کر سکا ھوں مجھے یقین ہے کہ مسٹر جناح آج کل کی سیاست کے داؤ پیچ سے مسلمانوں میں سب سے زیادہ واقف ہے پھر نہ وہ کسی قیمت پر خریدا جا سکتا ہے اور نہ کسی دباؤ کے سامنے سر جھکا سکتا ہے۔

میں زمانۂ دراز تک ان مسائل کے اطراف و جوانب پر غور کرتا رھا فیما بینی و بین اللہ سب اچھے برے پہلوؤں پر نظر کر کے آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس وقت مسلمانوں کو حصول پاکستان کی خاطر مسلم لیگ کی تائید و حمایت میں

حدود شرعیه کی رعایت کے ساتھ حصہ لینا چاھئیے۔میں یہ گمان کرتا ھوں کہ اگر اس وقت مسلم لیگ ناکام ھو گئی تو پھر مدت دراز تک مسلمانوں کو اس ملک میں پنپنے کا موقع نہ ملے گا اسلئے وقت کی ضرورت یہ ہے کہ مسلمان مسلم لیگ کے بازو مضبوط کریں اور ساتھ ھی مسلمان عوام ھر قدم پر مختلف عنوانوں سے یہ ظاھر کرتے رھیں کہ ھم نے زعمائے لیگ کا ساتھ اپنے دین اور اپنی اصلی قومیت کی حفاظت کے لئے دیا ہے اور تمام دینی معاملات میں ھم حاملین دین اور علمائے ربانیین کی آواز کو سب آوازوں پر مقدم دیکھنا چاھتے ھیں اگر خدا نہ کردہ ایسا نہ ھوا تو ھم انشاء اللہ ایسے فاصد عناصر سے لیگ کو صاف کر کے دم لیں گے"(۲۱)

جمعیت علماء ھند کی کانگریس سے وابستگی اور اسے مسلمانوں کے مفاد میں قرار دینے پر روشنی ڈالتے ھوئے علامہ عثمانی نے کہا کہ "کانگریس میں ھندوؤں کا غلبہ ہے وھاں مٹھی بھر مسلمان داخل ھو کر یہ امید کر سکتے ھیں کہ مسلمانوں کے معاملات میں تمام ھندوؤں کو راہ راست پر لے آئیں گے مگر لیگ کے متعلق ایسے عمل کے دروازے کیوں بند ھو چکے ھیں جبکہ یہ خالص مسلمانوں کی جماعت ہے آخر میں علامہ نے آئندہ انتخابات میں لیگ کی حمایت قائداعظم، مولانا حسین احمد مدنی ، مولانا ابوالکلام آزاد اور دوسرے زعماء کے خلاف ناشائستہ زبان استعمال نہ کرنے کی اپیل کی (۲۲)

اس اجتماع میں علامہ شبیر احمد عثمانی کو کل ھند جمعیۃ علماء اسلام کا صدر منتخب کر لیا گیا ۔ علامہ نے اس شرط پر عھدہ قبول کیا کہ مولانا ظفر احمد عثمانی انکی تنظیمی امور میں مدد کریں گے ، کیونکہ علامہ کی صحت خراب تھی (۲۳) مولانا سید محمد

قریش ناظم مولانا ظفر احمد عثمانی، پیر صاحب سر سینہ شریف، علامہ محمد ابراھیم سیالکوٹی، پیر غلام مجدد سرھندی نائب صدر اور مولانا محمد متین خطیب کو نائب ناظم منتخب کیا گیا (٢٤) ایک گیارہ رکنی مجلس شوری بھی بنائی گئی اس میں مولانا احتشام الحق تھانوی (١٩١٥ ـ ١٩٨٠) مولانا عبدالقدوس بھاری، مولانا سیفی ندوی، مولانا حسن مثنی ندوی، مولانا حامد علی قریشی، مولانا عبدالحامد شملوی، مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالواحد بدایونی، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا محمد متین خطیب اور مولانا ظفر احمد عثمانی شامل تھے (٢٥) اجلاس نے درج ذیل قرار دادیں منظور کیں :

,,موتمر کل ھند جمعیت علماء اسلام (آل انڈیا جمعیت علماء اسلام کانفرنس) کا یہ اجلاس اسلام کے اس بنیادی اساسی عقیدہ کا اور ھر مومن و مسلم کے اس قلبی یقین و ایقان کا اعلان کرتی ہے کہ ملت اسلامیہ ایک مستقل جداگانہ اور آزاد قومیت ہے جو کسی حال میں بھی کسی دوسری قومیت یا دوسری قومی تہذیب کا جزو یا تابع نہیں ھو سکتی۔بنابریں اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ دنیا میں در حقیقت دو ھی قوموں اور دو ھی ملتوں کا وجود ہے ایک قومیت اسلامیہ جو دین و شریعت محمدیہ کی جامعیت کا ملۃ حاکمیت اور خاتمیت کے انکار پر قائم ہے اور یہی مطلب ہے ,,الکفر مِلّة واحدۃ،، اور ,,انہ لا نبی بعدی،، کی تعلیم نبوی کا اور یہی مقصود ہے قرآن پاک کی آیت ,,وکذالک جعلناکم امۃ و سطالتکونوا شھداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیدا،، ـ ,,و ما جعلنا القبلہ التی،، کے نص قطعی کا جو امت محمدیہ کو امۃ وسط اور ساری انسانیت کے

لئے نمونہ اور گواہ قرار دیتا ہے اور رسول کو امت کے لئے نمونہ و گواہ قرار دیتا ہے اور جس کا مرکز قومیت و ملت کے لئے ایک عالمگیر قبلہ کعبہ مکرمہ کو قرار دیتی ہے۔

موتمر کل ھند جمعیۃ علماء اسلام اعلان کرتی ہے کہ دو قوموں کا نظریہ دراصل اسلام کا اعـلان ہے اور کسی انسان کی ایجاد نہیں ہے۔

بنا بریں یہ اجلاس دس کروڑ مسلمانان ہند کو دوسری غیرمسلم اقوام ہند کے مقابلے میں ایک مستقل قومیت یقین کرتا ہے لیکن ایسی قومیت جسکی بنیاد اسلامی ملّت اور اسلامی شریعت حقہ کے اصول پر قائم ہے نہ رنگ نہ نسل و وطن و مرزبوم یا کسی مادی اساس پر۔

۲ ـ موتمر کل ھند جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا سیاسی و دینی نصب العین عالمگیر خلافت اسلامی علی منہاج نبوت محمـدی کی تأسیس اور شریعت اسلامیہ کے نظام کا قیام ہے اور لازم و ضروری ہے کہ مسلمان انفرادی و اجتماعی طور پر اس نصب العین کو حاصل کرنے اور تأسیس خلافت کے ذریعے عالم اسلام کی مرکزیت قائم کرنے کے لئے فی سبیل اللہ جدوجہد جاری رکھیں موتمر اپنے اس ایمان کا اعلان کرتی ہے کہ عالم اسلام کیلئے اسکے سوا کوئی مفر نہیں ہے اور انسانیت کی نجات اسکے سوا ممکن نہیں ہے کہ خلافت اسلامیہ علـی منہاج نبـوت محمـدؐ کی عالمگیر سلطنت و دستور اس دنیا میں قائم کیا جائے۔

۳ ـ موتمر کل ھند جمعیۃ علمٰاء اسلام کا یہ اجـلاس ان مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن میں ملت اسلامیہ اس برکوچک میں گھری ہوئی ہے اعلان کرتا ہے کہ غلبۂ کفار و استیلائے کفر سے نکلنے اور مسلمانوں کی آزادی و استخلاص

اور دین و شریعت کی حفاظت و مدافعت کرنیکی عملی صورت یہی ہے کہ مسلمانان ہند اکھنڈ بھارت اور آل انڈیا فیڈریشن کی سختی سے مخالفت کریں اور پاکستان و تقسیم ہندوستان کے مطالبہ کی جو آل انڈیا مسلم لیگ کی نمائندہ جمعیۃ المسلمین کی طرف سے پیش کیا گیا ہے پر زور تائید کریں اور اسکے حاصل کرنے کے لئے تمام طاقتوں کو مسلم لیگ کے زیر ہدایت منظم کریں۔

۴۔ آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کا یہ اجلاس ان خدمات جلیلہ کا پر زور اعتراف کرتا ہے جو گذشتہ سالوں میں آل انڈیا مسلم لیگ نے ملت اسلامیہ ہند کے ملی انفراد و استقلال کو قائم کرنے اور مسلمانوں کو بہ حیثیت مسلمان ایک مستقل قوم کی حیثیت سے کھڑا کرنے اور استقلال اسلام کا اعلان کرنے کے لئے،ساری قوم کو جمہوری اساس پر منظم کرنے اور مخالف طاقتوں کے مقابلہ میں جدوجہد جاری کرنے کے لئے نہایت درجہ حوصلہ شکن حالات میں انجام دی ہیں ملت اسلامیہ کی تنظیم اور مدافعت اور اسکے استقلال کیلئے مسلم لیگ اور اسکے صدر محترم محب ملت جناب محمد علی جناح کی یہ خدمات تاریخی حیثیت حاصل کر چکی ہیں اور یہ اجلاس ملت اسلامیہ اور علماء و مشائخ کی طرف سے انکی خدمت میں مخلصانہ شکریہ پیش کرتا ہے،ان کو اپنی محبت و ہمدردی اور عملی تائید کا یقین دلاتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ انکی عمر، صحت ، ایمان اور عزم میں برکت دے اور انکو زیادہ سے زیادہ ملت کی خدمت کی توفیق دے۔

۵ ۔ آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کو ملت اسلامیہ ہند کی واحد نمائندہ سیاسی، قومی مجلس اور سیاسی ترجمان تسلیم کرتا ہے اور تمام برادران اسلام سے عموماً اور علماء و مشائخ سے خصوصاً درخواست کرتا ہے کہ وہ مسلم لیگ اور اسکے اصول حقہ کی ہر طرح تائید فرمائیں اور مسلمانوں کی اجتماعی و ملّی آواز کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں ۔

٦ ۔ موتمر کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں خصوصاً جملہ مسلم رائے دہندگان (ووٹرز) سے درخواست کرتا ہے کہ وہ آئندہ انتخابات اسمبلی و کونسل میں صرف ان امیدواروں کی تائید فرمائیں اور ووٹ دیں جنکو آل انڈیا مسلم لیگ نامزد کرے وہ کسی حال میں کسی ایسے شخص کی تائید نہ کریں جو مسلمانوں کی اس مسلم سیاسی و ملّی جماعت مسلم لیگ کے ضبط و نظام کے خلاف خود آزادانہ یا کسی دوسری جماعت کی طرف سے کھڑا ہو گیا ہے ایسا کرنا اتحاد ملّت ، مفاد امت ، استقلال اسلام اور مستقبل قوم کے مقاصد کے سخت خلاف ہے۔ کیونکہ پاکستان کے سوال کا فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر منحصر و موقوف ہے ۔ (٢٦)

ہندوستان بھر سے کوئی پانچسو علماء و مشائخ نے چار روزہ کانفرنس میں شرکت کی۔ شرکاء میں سے کچھ کے نام یہ ہیں: پیر صاحب سرسینہ شریف، پیر صاحب سیالکوٹ علامہ محمد ابراہیم، مولانا غلام مرشد لاہور، سجادہ نشین تونسہ شریف، مولانا محمد اکرم آف کلکتہ (١٨٦٩ ۔ ١٩٦٨) مولانا حسن مثنی ندوی، پیر صاحب

پھرپھریرا شریف ، پیر غلام مجدد سرھندی، قاری محمد طاھر دیوبندی، مولانا عبدالصمد مقتدری، مولانا ظھور احمد دیوبندی ، مولانا عبدالحئی، مولانا ذوالفقار علی صاحب چاٹگام، مولانا فیض الرحمن میمن سنگھ، مولانا سید فرید الدین سلھٹ، مولانا نصیر الحق نصیر آبادی، مولانا سید مصلح الدین کشور گنج، اور زبیر عثمانی (۲۷) آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے صدر نواب محمد اسمعیل خان (۱۸۸٦ ـ ۱۹۵۸) کی طرف سے موتمر میں ایک پیغام پڑھا گیا جس میں کہا گیا تھا که انشاء الله پاکستان میں شریعت مطھرہ کی حکومت ھو گی، بعد ازاں جمعیة علماء اسلام کے زیر اھتمام میرٹھ ، دھلی ، مدراس، بمبئی، پشاور اور حیدر آباد میں مؤتمر منعقد ھوئی ـ

پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری ، پیر صاحب مانکی شریف (۱۹۲۳ ـ ۱۹٦۰) علامه عبدالرؤف دانا پوری،مولانا عبدالحامد بدایونی ، قاری محمد طیب سمیت اھل حدیث ، دیوبندی،بریلوی، شیعه سنی علماء و مشائخ نے قیام پاکستان کے سلسلے میں مسلم لیگ کی تحریک کو عوام تک پہنچایا ـ (۲۸)

کل ھند جمعیة علماء اسلام کے قیام کے بعد تمام مکاتیب فکر کے علماء نے پاکستان کے جلد از جلد حصول کے لئے جدوجھد شروع کر دی اور یوں جمعیة نے ایک اسلامی محاذ کی حیثیت حاصل کر لی۔ جمعیة علماء ھند کے کارکن اس سیاسی عمل سے پریشان ھو گئے اور نتیجةً ھندوستان کے مختلف گوشوں سے جمعیت سے وابستگی رکھنے والے علماء اور کارکنوں نے علامه عثمانی کو کل ھند جمعیت علماء اسلام کے قیام، علامه کی جمعیة علماء ھند سے قطع تعلقی، تقسیم ھند، مسلم لیگ اور اسکی قیادت، جیسے موضوعات پر استفساری خطوط

لکھنے کا سلسلہ شروع کیا ایم سعیدالدین بہاری نے علامہ سے پوچھا که کیا آپ نے قائداعظم کے خیالی پاکستان، کی حمایت کی ہے ؟ پاکستان کیا ہے ؟ ہندوستان کو پاش پاش کرنا اچھا ہے یا اسکی وحدت جس میں اکثریت اور اقلیت دونوں کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے ؟ علامه عثمانی نے ۸ نومبر ۱۹۴۵ء کو اپنے جواب میں لکھا که ,,پاکستان کا مطلب ان صوبوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ھیں ایک آزاد حکومت قائم کرنا ہے جہاں حتی الوسع قرآنی عدل اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیه و آله وسلم پر مبنی نظام رائج کرنے کی سعی کی جائے گی،،۔ (۲۹) ۔ علامه نے ہندوستان کی وحدت پر مبنی جمعیة کے سیاسی فارمولے کو امت مسلمه کے مفادات کے منافی قرار دیا جس میں وہ اکثریت کے رحم و کرم پر ہونگے ۔ (۳۰) مولانا بہاؤ الحق قاسمی امرتسری کا جواب طلب مسئله یه تھا؛آپ نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کے لئے سفینۂ نجات قرار دیا ہے جبکه اسکے ارکان میں کمیونسٹ بھی ھیں مرزائی بھی جنکے رھنما مرزا محمود قادیانی نے کہا ہے که ,,مسلم لیگ کی کامیابی احمدیت،، کی کامیابی ہے، اسکے علاوہ لیگ میں تبرائی شیعه بھی چھائے ہوئے ھیں (۳۱)۔ علامه نے ۲۵ نومبر کے جواب میں لکھا که مسلم لیگ کا مسلمانوں کی جداگانه ,,قومی حیثیت،، منوانے کے لئے کوشش کرنا اسکاسفینۂ نجات ہونے سے کسی طرح کم نہیں، جہاں تک اسکی تشکیل کا تعلق ہے اس میں غالب اکثریت اھل السنة و الجماعة مسلمانوں کی ہے، بہت کم تعداد شیعوں کی، اور ناقابل التفات تعداد کمیونسٹوں اور قادیانیوں کی ہے اور سبھی مشرکین کے خلاف اسلام اور اھل اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ھیں۔علامه نے لکھا که کانگریس میں ہندو عیسائی سکھ۔ مرتد دھریے، قادیانی اور مسلمان سبھی شریک ھیں کچھ ادھر بھی

توجه دیں۔(۳۲) جمعیۃ علماء ہند نے نہ صرف شرکت کانگریس کی حمایت میں فتوے دیئے بلکہ کانگریس کی آزادی کی جدوجہد کو اسلام کی تقویت سے تعبیر کیا۔مولانا محمد منظور نعمانی جو ۱۹۳۶ء میں اختلافات کے باعث جمعیۃ علماء ہند سے الگ ہو گئے تھے نے اپنے مکتوب میں بریلی میں مولانا حسین احمد مدنی کی تقریر کے موقع پر مسلم لیگی ذہن کے مالک نوجوانوں کے غیر مہذب رویے کا ذکر کیا جو فساد پر منتج ہوا اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ان لیگی عناصر کے ہاتھ اقتدار کا آنا بدترین دشمن دین طاقت کے پاس اقتدار آ جانے کے مترادف ہے یہ اگر اہل دین کو پھانسیاں بھی دینگے تو اسلامی مفاد کا نعرہ لگا کر، آخر میں مولانا نعمانی نے مسلم لیگ میں اس صورت حال کو بہتر بنانے پر توجہ دینے کی طرف اشارہ کیا (۳۳) علامہ عثمانی نے اپنے جواب میں مولانا نعمانی سے پوچھا کہ کیا چند شریر اور فتنہ انگیز اشخاص کا نام مسلم قوم ہے جسکے لئے مسلم لیگ ایک الگ وطن کا مطالبہ کر رہی ہے اور پھر اگر مسلم لیگ کی حمایت جرم ہے تو کیا اسکی بنیاد ۱۹۳۶ء میں خود اسکی حمایت کر کے جمعیۃ علماء ہند نے نہیں رکھی تھی۔علامہ نے کہا کہ بریلی کے شریروں کو گمان تھا کہ مولانا مدنی مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بنانے میں کانگریس کا ساتھ دے رہے ہیں لیکن مولانا مدنی کے دارالعلوم دیوبند کے شاگردوں جن کا میں بلاواسطہ یا بالواسطہ استاد تھا مجھے فحش اور گندی گالیاں لکھ کر بھیجیں میرے کارٹون بنائے جنازے نکالے ان پر لکھا ابوجہل کا جنازہ جا رہا ہے،پندرہ طلبا نے قتل کے لئے حلف اٹھائے اس سبھی کچھ کی آپ سمیت استادوں نے حمایت کی جبکہ ہم نے بریلی کے واقعہ کی مذمت کی (۳۴) یہ آپکی حد سے زیادہ بدگمانی کلمہ گو مسلمانوں کے ساتھ اور حد سے زیادہ حسن ظن

ہندوؤں کے ساتھ ,,انا للہ و انا الیہ راجعون،، علامہ نے انہیں مشورہ دیا کہ کانگریس کے رحم و کرم پر پڑے رہنے کے بجائے مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور اسے فاسد عناصر سے صاف کر دیں اور امت کی اصلاح کی سعی کریں (۳۵)

علامہ عثمانی کے ایک شاگرد مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے دو خطوط لکھے اور جمعیة علماء اسلام کے اجلاس میں پڑھے گئے جن میں مولانا کی تحریک کو علماء کے قتل کے مترادف قرار دیا، لکھا گیا کہ یہ پاکستانی مسلمان اسمبلیوں کے ذریعے ایسا نصاب تعلیم بنائیں گے جس سے مذہب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا ,,جیناح،، (جناح) کو ہندوستان کا سیاسی لیڈر تسلیم کر کے آپ نے اقرار کر لیا ہے کہ مولوی سیاست نہیں جانتا اور یہ بھی اقرار کر لیا کہ وقت کی سیاست کو قرآن کا سب سے بڑا مفسر (۳۶) نہ چلا سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے یہ علماء کے قتل کا فتویٰ نہیں تو اور کیا ہے۔ (۳۷) اس خط کے جواب مورخہ ۲۹ دسمبر سے ملاحظہ ہوں کچھ اقتباسات :

,,جن خوفناک عواقب دینیہ پر آپ متنبہ فرما رہے ہیں میں بحمداللہ ان کے امکان سے غافل نہیں لیکن اگر خدا نکردہ وہ وقوع میں آ گئے تو اس کا سبب صرف وہ لوگ ہوں گے جو آنکھ بند کر کے ہندوؤں کی کانگریس سیاست کے پیچھے چل پڑے اور اپنی قوم کے بہترین احساسات اور صحیح نصب العین کو نہایت لاپروائی سے بےسوچے سمجھے ٹھکرا دیا۔میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر مستقبل میں آپ لوگوں کی مہلک غلطیوں کا خمیازہ حاملین دین کو بھگتنا پڑا تو میری ذات بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہے گی۔تاہم اگر میری بہت ہی ناتوان اور

ضعیف مگر بروقت کوشش سے ان برے نتائج کی شدت میں کچھ کمی ہوگئی تو میں اسے بھی سب کے حق میں ایک طرح کی خوش قسمتی سمجھوں گا-کاش! آپ سب حضرات دین داری اور سرفروشی کے سچے جذبے کے ساتھ اس سیاسی ادارے میں داخل ہو کر جس کا دروازہ ہر مدعی اسلام کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے سچائی کی طاقت اور جمہور مسلمین کی پشت پناھی سے اس پر قبضہ کر لیتے اور بھیڑ بکریوں کے گلے کو بھیڑیوں کی پاسبانی میں چھوڑ کر دوسری طرف نہ بھاگ جاتے تو اللہ کے فضل سے اس روز سیاہ کے دیکھنے کا کوئی اندیشہ نہ رہتا،، (۳۸)

,,عصری سیاست ایک آئینی جنگ ہے جس سے مسٹر جناح کی قیادت میں مسلمان اچھی طرح عہدہ برآ ہو سکتے ھیں مسٹر جناح عالم نہ سہی لیکن جو کشتی لڑی جا رہی ہے اسکے داؤ پیچ سے خوب واقف ہے ـــ آخر حضرت اشمویل نبی کی موجودگی میں بنی اسرائیل کی درخواست پر اللہ تعالی نے طالوت کو امیر لشکر بنایا تھا --- پھر میں نہیں جانتا کہ آج کسی مفسر قرآن کی موجودگی میں مسٹر جناح کو قائد بنا دینے سے کیا قیامت ٹوٹ پڑی اور جو چیز ۱۹۳۷ء میں جنت تھی ۱۹۴۵ء میں جہنم کس طرح بن گئی ،، (۳۹)

ایک اور مکتوب کے جواب میں علامہ عثمانی نے لکھا کہ جو طرز عمل آج کل جمعیۃ علماء ہند کا ہے یعنی اسکی کانگریس نوازی وہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا ہرگز نہیں تھا ، وہ (معاذ اللہ) ہندو اکثریت کی دُم کبھی نہیں بنے نہ ان کا تابع مہمل بنکر رہے (۴۰)

مجلس احرار کے ایک رکن کو علامہ نے لکھا کہ حکومت الھیہ کا قیام

جو آپ کا مطمع نظر ہے ایک آزاد خطے کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا ہندوستان میں جہاں مسلمان آبادی کا ایک چوتھائی ہیں یہاں حکومت الهیه کیسے قائم کرینگے (۳۱) جمعیۃ علماء ہند کے سیاسی مسلک کا دفاع کرتے ہوئے جن دوسرے لوگوں نے علامہ کو خطوط لکھے ان میں مولانا عبدالحنان مظاہری، مولوی ارشاد الحق قاسمی ضلع ناسک اور حکیم رشید علی مراد آبادی شامل تھے (۳۲)

اس موقعہ پر قائداعظم کی قیادت کے سلسلے میں مفتی محمد شفیعؒ کے ایک بیان کو درج کرنا قارئین کیلئے مفید ہوگا : مفتی محمد شفیع نے کل ہند جمعیۃ علماء اسلام موتمر حیدر آباد (سندھ) کے دوران واضح کیا کہ مسلمانوں نے مسٹر محمد علی جناح کو موجودہ جنگ آزادی کا ایک ماہر فن جرنیل ہونے کی حیثیت سے قائداعظم قرار دیا ہے نہ کہ اس حیثیت سے کہ وہ کوئی مرشد ہیں ان سے اصلاح و اعمال کا کام لیا جائے گا میرے خیال میں شاید ایک مسلمان بھی یہ خیال لے کر ان کو قائد نہیں کہتا (۳۳) انھوں نے کہا انکی قیادت ہندوستان کی مسلم جمہوریت نے صرف اسلئے تسلیم کی ہے کہ انگریز اور ہندو دونوں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور انگریز اسوقت بین الاقوامی مقتضیات سے یا اندرونی چیخ و پکار سے متاثر ہو کر جس قسم کی بھی آزادی ہندوستان کو دینا چاھتا ہے ہندو اپنی اکثریت، مستحکم تنظیم اور بے حد و شمار سرمایہ کے بل بوتے پر اسکا تنہا مالک بن جانا چاھتا ہے۔یہ ہندوؤں کا منصوبہ ہے کہ مسلمانوں کو ,,اپنا غلام بنائے رکھے،، یہ آئینی جنگ ہے جس میں جناح ماہر ہیں (۳۴)

علامہ شبیر احمد عثمانی کو لکھے گئے خطوط کے جوابات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی تھی کہ ملّت اسلامیہ ہند کا مفاد اس میں مضمر ہے کہ وہ اپنی تمام تر وابستگی قیام پاکستان کے

ساتھ قائم کر لیں جو اسلامی معاشرے کی ترویج و ترقی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ھندو اکثریت کی سازشوں سے کلی نجات کا واحد قابل عمل راستہ ہے۔۱۹۴۵ء کے اواخر میں ہونے والے انتخابات در حقیقت پاکستان کو تسلیم کرنے سے متعلق ایک استصواب رائے کی سی حیثیت کے حامل تھے۔کل ھند جمعیة علماء اسلام کے قیام اور اس میں ھندوستان کے طول و عرض سے علماء و مشائخ کی شمولیت سے قیام پاکستان کے مسلمان مخالفین میدان سیاست میں تنہا رہ گئے تھے۔مسلم لیگ نے ۱۹۳۷ء اور ۱۹۴۵ء کے درمیان ہونے والے ضمنی انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کی۔(۳۵) چنانچہ اسے مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہا۔اس صورت حال میں بمبئی کے محمود راندیری،احمد عبداللہ کاٹھیاواڑی، عبدالرحمن عمر جی،اسمعیل ابوبکر بمبئی اور یوسف مچلا راندیر نے مفتی دیوبند مولانا محمد شفیعؒ سے از روئے شریعت پاکستان کے مطالبے کی حمایت کرنے سے متعلق استفسار کیا،سوالات یہ تھے :

(۱) ان حالات میں کہ کانگریس میں غلبہ ہندوؤں کا ہے اور مسلمانوں کی اکثریت و غلبہ کسی حال متوقع نہیں مسلمانوں کو بلاشرط اس میں داخل ہو کر حصول آزادی کی کوشش کرنا اور ان سے مدد لینا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) حالات مذکورہ الصدر مسلم لیگ کی حمایت و شرکت اور اسکے زیر علم آزادی کی کوشش جائز ہے یا نہیں۔

(۳) مسلم لیگ کا مطالبۂ پاکستان یعنی مسلم اکثریت کے صوبوں میں انکی آزاد و خود مختار حکومت اسکی شرعی حیثیت کیا ہے (۳۶)

مفتی محمد شفیع نے ان مسائل کو قرآن، حدیث نبوی اور اسلامی فقہاء کے فیصلوں اور آراء کی روشنی میں دیکھنے کے بعد مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باھمی تعلقات اور معاملات سے متعلق تین ممکنہ صورتیں پیش کیں۔پہلی صورت میں مسلمان اور کفار کے مابین محض صلح یا تجارتی معاملات وغیرہ کے متعلق کوئی معاھدہ ہو، استعانت و استمداد یا شرکت عمل نہ ہو۔دوسری ممکنہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسلم جماعت اپنے جماعتی نظام و استقلال کو باقی رکھتے ہوئے کسی تیسری حملہ آور دشمن قوم کا مقابلہ کرنے کے لئے نظام حکومت تشکیل دینے کی خواھشمند ہو اور یوں غیرمسلموں کے ساتھ ایک معاھدہ میں شریک ہو۔تیسری صورت میں مسلمان انفرادی طور پر بلا کسی شرط و معاھدے کے کسی کافر قوم کے ساتھ شریک عمل ہو جائیں۔(۴۷) عمیق علمی بحث کے بعد مفتی صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ھندوستان میں مسلمانوں اور ھندوؤں کو جو حالات درپیش ھیں انھیں مدنظر رکھتے ہوئے شریعت مطھرہ کے مطابق صرف دوسری صورت پر عملدرآمد کیا جا سکتا ہے لیکن ,,اشتراک عمل اور استمداد و استعانت اس شرط سے جائز ہے کہ غلبہ اسلام و مسلمین کا ہو، کفار غالب یا برابر ہوں تو جائز نہیں صرف اضطرار کی صورتیں جو قیدیوں کو در پیش آ جاتی ھیں اس شرط سے مستثنیٰ ھیں،، (۴۸) سیاسی تعاون کی تاریخ پر نظر دوڑاتے ہوئے مفتی شفیع نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۲۴ء یعنی تحریک خلافت کے اختتام کو ھند و مسلم اشتراک کا پھلا دور قرار دیا اور اسکے مابعد سے لے کر تاوقت سوال کو دوسرا دور تعبیر کیا ، کانگریس کے پھلے دور میں قیادت مسلمانوں کے پاس تھی اور مسلمان جب خلافت جیسے خالص دینی امر کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں اترے اور

انگریزوں کو سلطنت ترکیہ کے سلطان کی علاقائی حدود کو کم نہ کرنے اور اماکن مقدسہ پر سلطان کے اقتدار کی بحالی سے متعلق مجبور کرنا شروع کیا تو ہندو اس خالص مذہبی تحریک میں شامل ہو گئے۔ انکی حیثیت ثانوی تھی اور انہیں مسلمانوں کے شرعی معاملات میں کوئی دخل دینے کا حق اس اشتراک عمل کے حوالے سے حاصل نہیں تھا۔ لہذا مسلمانوں کا ہندوؤں کے ساتھ یہ تعاون از روئے شریعت درست تھا۔

تحریک خلافت کی ناکامی کے بعد ہندوستان میں جو سیاسی دور شروع ہوا اسکی ابتدا شدھی اور سنگھٹن جیسی مسلم دشمن تحریکوں اور بعد ازاں انہی اصولوں پر مبنی مرتب کردہ نہرو رپورٹ سے ہوئی اور مسلمانوں نے کانگریس کے اس مسلم کش طرز عمل کے باعث اس سے کنارہ کشی شروع کر دی اور علماء و زعماء کی ایک جماعت نے اس طرح غیرمشروط طور پر کانگرس میں شمولیت کو مسلمانوں کے لئے مذہبی اور سیاسی حیثیت سے مضر سمجھا (۴۹) کانگریس کی اس ہندو نوازی نے بعد کے سالوں میں انتہائی شکل اختیار کر لی اور ہندوانہ عقیدوں اور تصورات کو کانگریس وزارتوں والے صوبوں میں مسلط کرنا شروع کر دیا۔چنانچہ کانگریسی جھنڈے کو ہندوانہ سلامی، بندے ماترم کا مشرکانہ ترانہ، واردھا اسکیم، ودھیامندر اسکیم اور دیہات سدھار اسکیم وغیرہ پر مکمل عملدرآمد شروع ہو گیا۔یہاں تک کہ ہندوستان کی زبان بھی اردو کی جگہ ہندی بنانے کی زوردار کوششیں کی جانے لگیں۔(۵۰) اسی دور میں ہندوؤں نے ہندوستان کے سیاہ و سفید کے مالک ہونے کا پرچار کرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کی کانگریس میں شرکت عضو معطل کی سی ہو کر رہ گئی۔مفتی صاحب نے کہا کہ اب کانگریس

مسلمانوں کے مذہبی،تمدنی،معاشرتی سب امور میں نہ صرف دخل دینا چاھتی ہے بلکہ جبری طور سے شعائر اسلام کو مٹا کر ھندو رنگ چڑھانے کی سعی پیہم کر رھی ہے(٥١) اسلئے اس وقت مسلمانوں کی شرکت کانگریس بلاشبہ ناجائز ہے جسکی تین وجوہ ھیں :

,,اوّل اسلئے کہ کانگریس میں ھندو غالب اور مسلمان مغلوب ھیں اور ایسی حالت میں اگر ھندو بالفرض روا داری سے بھی کام لیں اور اسلام کے خلاف تجاویز نافذ نہ کریں جب بھی حسب تصریحات مذکورہ ان سے اشتراک عمل جائز نہیں۔

دوسرے اسلئے کہ صورت موجودہ میں مسلمانوں کو طوعاً یا کرھاً ھندوؤں کی متابعت کرنا پڑتی ہے۔

تیسرے اسلئے کہ ایسی متابعت و مشارکت حسب تصریح جمہور مفسرین و فقہاء و حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ موالات کفار کی' حد میں داخل ھو جاتی ہے،، (٥٢)

کانگریس کے حامی علماء کے نظریۂ متحدہ قومیت کی حمایت کو میثاق مدینہ کی بنیاد پر مبنی کرنے پر مفتی صاحب نے اظہار افسوس کیا اور کہا کہ اس میں کھلی خیانت سے کام لیا گیا ہے کیونکہ اس میں اس شق کا ذکر نہیں جسکے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نزاعی امور میں آخری فیصلہ کرنے کا اختیار از روئے میثاق حاصل تھا (٥٣) جبکہ فی الحقیقت کانگریس گاندھی کے تابع ہے جسکے نظریات اسلام کے منافی ھیں (٥٤)

دوسرے سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے یہ رائے اختیار کی :

چونکہ کانگریس میں ھندوؤں کے غلبے کے پیش نظر مسلمانوں کے مذھبی اور سیاسی حقوق برباد ھو رھے ھیں اور مسلم لیگ کے علاوہ کوئی ایسی منظم جماعت نہیں ہے جسکو مسلمانوں کی

اکثریت سے وہ قوت حاصل ہو جسکو حکومت وقت اور همسایہ قومیں تسلیم کر سکیں اسلئے تحریک آزادی اور مذهبی و سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کا مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کرنا ناگزیر ہے تیسرے سوال کے جواب میں مفتی شفیع نے کہا کہ اگر هندوستان متحدہ رہے تو حکومت هندوؤں کی ہو گی مسلمانوں کو تحفظات کے باوجود ان سے تجربے کی روشنی میں اچھی توقعات نہیں هیں لہذا مسلمانوں کے لئے دو مطالبے ضروری هیں ایک اپنے لئے مستقل مرکز کا جسکو پاکستان سے تعبیر کیا جاتا ہے دوسرے مسلم اقلیتوں کے صوبوں میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا غیرمبہم الفاظ میں مکمل معاهدہ جسکی نگرانی اسلامی مرکز کے فرائض و اختیارات میں داخل ہو اس تفصیل کے بعد پاکستان کی شرعی حیثیت بالکل واضح ہے کہ هندوستان جو صدیوں تک دارالاسلام رہا ہے اور اب ایک عرصہ سے اس پر غیرمسلم حکومت کا تسلط ہے اور بہت سے خلاف شرع قوانین نافذ هیں اور مسلمانوں کے حقوق پامال ہو رہے هیں لہذا مسلمانوں کے ذمہ واجب ہے کہ اس تسلّط کے ازالہ یا تقلیل کی جو صورت جس حصّہ ملک میں وہ کسی تدبیر سے حاصل کر سکیں اس میں کوتاهی نہ کریں کہ یہ بھی استخلاص دارالاسلام کی ایک فرد ہے نیز بقیہ حصہ میں وهاں کے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے جدوجہد بھی جاری رهنا چاهئیے کہ وہ نصرة المستضعفین میں داخل ہے۔ ذی الحجة ۱۳۶۴ھ (۱۹۴۵ء) کو جاری ہونے والے اس فتوے کی علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی ، سید سلیمان ندوی ، مفتی جمیل احمد تهانوی ، مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا خیر محمد جالندھری نے تصدیق فرمائی (۵۵)

مفتی محمد شفیع کے فتوے کا تحریک پاکستان میں ایک منفرد مقام ہے انکے فتوے پر جمعیت علماء ہند میں شامل کسی عالم دین نے نہ تو اختلافی تبصرہ کیا نہ اسکے خلاف کوئی نیا فتوی جاری کیا۔یکم دسمبر ۱۹۴۵ء کو جمعیۃ علماء ہند کے سیکریٹری جنرل مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی (۱۹۰۱ ـ ۱۹۶۲) دیوبند آئے اور ملک کی سیاسی صورت حال پر علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ تبادلہ خیال کرنے کی اجازت چاہی۔بعد ازاں اس مقصد کے لئے مولانا حسین احمد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند مفتی کفایت اللہ (۱۸۷۵ء ـ ۱۹۵۲) مولانا احمد سعید ، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی،مولانا عبدالحلیم صدیقی ، مولانا عبدالحنان اور مفتی عتیق الرحمن پر مشتمل وفد نے علامہ شبیر احمد عثمانی صدر کل ہند جمعیت علماء اسلام کے ساتھ سیاسی امور پر بحث کی ، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اور مولانا احمد سعید نے بات چیت میں گرمجوشی سے حصہ لیا ، باقی حضرات نے بالعموم اور مفتی کفایت اللہ نے بالخصوص سکوت ہی اختیار کیا (۵٦)

اپنی طویل تقریر میں مولانا سیوہاروی نے جن امور کی طرف توجہ مبذول کرائی وہ یہ تھے : کلکتہ میں جمعیۃ علماء اسلام حکومت کی مالی امداد سے قائم ہوئی ہے،مولانا آزاد سبحانی کا ایک بالواسطہ حوالہ کہ جمعیۃ علماء اسلام کا مقصد جمعیۃ علماء ہند کے متوازی علماء کی تنظیم بنانا ہے اور یہ کہ مسلمانوں کے لئے نظریۂ پاکستان سراسر مضر ہے، ان الزامات کا جواب دیتے ہوئے علامہ عثمانی نے وفد کو بتایا کہ میں نے جو رائے پاکستان کے متعلق قائم کی ہے وہ بالکل خلوص پر مبنی ہے۔جمعیۃ علماء اسلام میں آزاد سبحانی رہیں یا نہ رہیں جمعیۃ علماء اسلام خود قائم رہے یا نہ رہے میری رائے جب بھی

یہی رہے گی کہ مسلمانوں کیلئے پاکستان مفید ہے(۵۷) علامہ نے کہا کہ آپ پر الزام ہے کہ آپکو ہندوؤں سے روپیہ ملتا ہے یہ بےبنیاد باتیں ہیں۔ اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے علامہ نے استدلال پیش کیا کہ اگر واقعی پاکستان مسلمانوں کے سراسر نقصان میں ہے اور اس میں ہندوؤں کا فائدہ ہے تو پھر ہندو پاکستان سے کیوں اس درجہ مضطرب و خائف اور اسکی انتہائی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ کیا آپ باور کر سکتے ہیں کہ ہندو پاکستان کی مخالفت محض اسلئے کر رہا ہے کہ اس میں مسلمانوں کا نقصان ہے اور وہ کسی طرح بھی مسلمانوں کا نقصان دیکھنے کو تیار نہیں ۔ ان کا تو اعلان یہ ہے کہ جو جماعت یا جو شخص بھی پاکستان اور مسلم لیگ، کے خلاف کھڑا ہوگا کانگریس اسکی ہر ممکن امداد کرے گی، (۵۸) مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کے اقرار کے بعد کہ پاکستان کا نعم البدل فارمولا جمعیۃ علماء ہند نے کانگریس سے نہیں منوایا کیوں کہ وہ جنگ آزادی کی شرط کے طور پر ہندوؤں سے کچھ منوانا نہیں چاہتے ۔ علامہ عثمانی نے پاکستان کے قیام کی بنیاد پر روشنی ڈالنا شروع کی : اگر پاکستان میں چھ کروڑ مسلمان اور تین کروڑ غیرمسلم ہونگے جبکہ حقیقتاً یہ شرح سات کروڑ اور تین کروڑ ہے تو یہ مسلمانوں کے مفاد میں نہیں جبکہ جمعیۃ علماء ہند کے فارمولے کے مطابق آل انڈیا یونین جس میں چالیس فیصد مسلمان چالیس فیصد ہندو اور بیس فیصد دوسری اقلیتیں ہونگی تو اگر مسلمان ساٹھ فیصد ہوتے ہوئے اپنے مفادات کا تحفظ نہیں کر سکیں گے تو چالیس فیصد کی صورت میں انکے مفادات کیسے محفوظ ہونگے۔اس پر وفد نے یہ موقف اختیار کیا کہ عیسائی ہمارے ساتھ ہو جائیں گے۔(۵۹) علامہ نے واضح اکثریت کے باوجود پاکستان کی مخالفت اور عیسائیوں کو مسلمانوں میں شامل

کرنے پر اظہار تعجب کیا۔(٦٠) کانگریس کے حامی علماء کو مسلم لیگ کے قریب آنے میں جو سب سے بڑی دشواری حائل تھی وہ مسلم لیگ کے لیڈروں کا انگریزی تعلیم سے بہرہ ور ہونا اور انکی لیگ پر زبردست گرفت تھی ۔ اس کا حل علامہ نے پیش کرتے ہوئے وفد کو مشورہ دیا کہ آپ سب ملکر مسلم لیگ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیں،تین چار لاکھ رکن بھرتی کر ڈالیں اس سے آپ کا اثر و نفوذ بھی بڑھ جائے گا ۔ مولانا احمد سعید نے جب اس طرف اشارہ کیا کہ اس صورت میں یہ راجے مہاراجے نواب اور سر مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر دوسری مسلم لیگ بنا لیں گے تو علامہ نے جواب دیا: عوامی طاقت ہمارے ساتھ ہوگی اس نئی لیگ کا حشر شیفع لیگ والا ہوگا جو انکی رحلت کے ساتھ رحلت کر گئی۔(٦١) مفتی عتیق الرحمن کا یہ سوال کہ اس مرتبہ انتخاب میں آپ شرکت کر رہے ہیں جبکہ اس سے قبل آپ ہمیشہ سیاسیات سے کنارہ کش رہے، علامہ عثمانی نے جواباً یہ دلیل پیش کی کہ اس انتخاب کی نوعیت پچھلے انتخابات سے بالکل مختلف ہے۔حکومت نے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ اس مرتبہ منتخب ہونے والی اسمبلیاں ہی آئندہ ہندوستان کا مستقل دستور بنائیں گی۔چونکہ اس انتخاب سے قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ وابستہ ہے اسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس بنیادی موقع پر ان مسلمانوں کی مدد کی جائے جو استقلال ملّت اور مسلم حق خود ارادیت کے حامی ہیں۔آخر میں وفد کی اس خواہش کے جواب میں کہ آپ سیاسی سرگرمیوں سے ہٹ کر یکسوئی اختیار کر لیں ۔ علامہ نے کہا کہ جس چیز کو میں حق سمجھتا ہوں ظاہر ہے اس معاملے میں میرے لئے سکوت کیسے مناسب ہے (٦٢)

دریں اثنا مرکزی مجلس قانون ساز کے انتخابات منعقد ہوئے اور آل انڈیا مسلم لیگ نے تمام تیس نشستیں جیت لیں۔(٦٣) علامہ شبیر احمد عثمانی سلہٹ کے حلقے سے منتخب ہوئے ۔ مرکزی انتخاب کے بعد صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات ہونا تھے۔علامہ عثمانی کو میرٹھ مسلم لیگ کانفرنس کی صدارت کی دعوت دی گئی ۔ آپ نے ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء کو اپنے خطبے میں ووٹروں کو حق رائے دھی استعمال کرتے ہوئے تلمذ، پیری مریدی، اور عقیدت جیسے تعلقات سے قطع نظر اپنی ذمہ داری بطریق احسن ادا کرنے کی تلقین فرمائی ۔ متحدہ قومیت اور اسکے مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے ممکنہ اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ نے کہا جو مسلم اشخاص یا مسلم جماعتیں ھندو اور مسلمان کو ایک قوم کہتے اور سارے ملک کی ایک مخلوط حکومت چاھتے ھیں وہ سب کانگریس کے ساتھ ملحق ھیں انکو ووٹ دینا فی الحقیقت کانگریس ھی کو ووٹ دینا ہوگا،(٦٣)

جو غیرت ایمانی اور شرافت انسانی دونوں کے خلاف اور مسلمان قوم کے لئے سخت ضرر رساں ہے۔علامہ عثمانی نے مسلمانوں کی تنظیم، نصب العین کی وحدت،قومی اور سیاسی استقلال اور انکی مرکزیت کو مضبوط بنانے کے لئے قائدین لیگ کو خراج عقیدت پیش کیا ۔ مسلم لیگ کو دینی اعتبار سے مضبوط بنانے کے حوالے سے علامہ نے کہا؛آج مسلم لیگ کا مقابلہ کفار و مشرکین کے ساتھ ہے مسلم لیگ کے شرکا مسلمانوں کے قومی استقلال سیاسی اقتدار، اسلام کے اعلاء اور ملّت اسلامیہ کو من حیث المجموع مضبوط طاقتور اور سربلند کرنے کے لئے آئینی جنگ لڑ رھے ھیں اسلئے انکی پوری طرح سے حمایت کریں (٦٥) ۔ علامہ شبیر احمد عثمانی،مولانا راغب احسن، مولانا ظفر احمد عثمانی اور بےشمار دوسرے جمعیتی کارکنوں کی

جدوجہد رنگ لائی اور آل انڈیا مسلم لیگ کو صوبائی مجالس قانون ساز میں بھی زبردست کامیابی نصیب ہوئی۔

کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کے پہلے صوبائی اجلاس منعقدہ جنوری ۲۵ ـ ۲۷ ، ۱۹۴۶ لاہور میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے پاکستان کی مذہبی،نظریاتی اور معاشی بنیادوں پر ایک مفصل خطبہ دیا ـ علامہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کر کے یثرب کا قصد کیا اور بالآخر یہ خطۂ زمین ـــ مدینہ طیبہ ایک طرح کا پاکستان بن گیا جہاں نور اسلام ظلمت کفر پر غالب آنے لگا (۶۶) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور انڈین نیشنل کانگریس کے قیام کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ نے جس سفر کا آغاز کیا اس کا منتہائے مقصود ہندی پاکستان کی صورت میں نکلا (۶۷) متحدہ قومیت اور آل انڈیا یونین کی قربت کے باعث جن خدشات نے جنم لیا ہے ان میں زیادہ اہم یہ ہیں : پاکستان کی صورت میں بہار اور مدراس میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب ہو گی،ہندوستان میں رام راج ہوگا، پنجاب اور بنگال میں قرآنی حکومت نہیں ہوگی معدنی اشیاء زیادہ تر ہندوستانی خطوں میں پائی جاتی ہیں لہذا پاکستان کے مسلمان اقتصادی اعتبار سے کمزور ہوتے چلے جائیں گے(۶۸) علامہ نے ان خدشات کا ردّ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں ہندو اقلیت میں ہونگے پاکستان اپنی اقلیتوں کو جو مراعات دے گا توقع کرے گا کہ ہندوستان میں وهی مسلم بھائیوں کو ملیں،جہاں تک نظام حکومت کا تعلق ہے آل انڈیا مسلم لیگ کےصدر قائداعظم محمد علی جناح جنرل سیکٹری نواب زادہ لیاقت علی خان (۱۸۹۵ ـ ۱۹۵۱) اور اسکی مجلس عمل کے صدر نواب محمد اسمعیل خان کے اعلانات کے بموجب سر زمین پاکستان میں قرآن کریم کے سیاسی اصول کی

بنیادوں پر اسلام کی حکومت عالیہ قائم ہو گی (۶۹) جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے پاکستان کے خطوں میں تیل دستیاب ہو چکا ہے، بلوچستان میں ماہی پروری کو ترقی دی جا سکتی ہے، صنعت و تجارت کے وسائل موجود ہیں، بندرگاہ بھی ہے زراعت کے لئے زرخیز زمین اور معدنیات بھی موجود ہیں۔پاکستان سے ملت اسلامیہ کی اجتماعی بہتری ہو گی ۔ علامہ نے شرکائے موتمر کو مسلم لیگ کی آواز کو اور زیادہ مؤثر بنانے پر زور دیا (۷۰) تاہم یہ اپنی جگہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ حالات اس انداز سے وقوع پذیر نہیں ہوئے جیسا کہ علامہ کو توقع تھی۔غیر مسلم اقلیت بڑی تعداد میں پاکستان سے کوچ کر گئی اور یوں ہندوستان میں رہ جانے والی مسلم اقلیت کا تبادلے کی بنیاد پر تحفظ ممکن نہ رہا۔ہندوستانی مسلمانوں کو قیام پاکستان میں اعانت کی پاداش میں مسلسل ظلم و تعدی کا نشانہ بننا پڑتا ہے، انکی حیثیت دوسرے درجے کے شہریوں کی سی ہو کر رہ گئی ہے۔

صوبہ پنجاب جمعیۃ علماء اسلام موتمر کے دو ہفتے بعد میرٹھ کمشنری میں جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام ایک دو روزہ موتمر منعقد ہوئی مولانا احمد سعید نے اپنے صدارتی خطبے میں آل انڈیا مسلم لیگ اور کل ہند جمعیۃ علماء اسلام پر اپنے مخصوص انداز میں تبصرہ کیا ملاحظہ ہوں کچھ اقتباسات :

,,ہم میں کبھی مسلم کانفرنس بنتی ہے کبھی جناح لیگ اور شفیع لیگ کی تقسیم ہوتی ہے کبھی خود مسلم لیگ ہی میں سرکاری آدمیوں کو داخل کر دیا جاتا ہے پھر مسلم لیگ کچھ سرسبز ہوتی معلوم نہیں ہوتی تو ,,جمعیۃ علماء اسلام،، کے نام سے فوراً ایک جماعت بنا لی جاتی ہے اور پاکستان کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے اور دو قوموں کی تھیوری پر زور دیا جاتا ہے اور

اس مطالبہ کو کچھ ایسا رنگ دیا جاتا ہے کہ اچھے اچھے ذی فہم عالم بھی مخلصین اور مجاھدین کی برگزیدہ جماعت سے کٹ کر بزدلوں، نامردوں، بدنیتوں، بےعملوں اور کاسہ لیسان ازلی کی ٹولی میں جا داخل ہوتے ھیں اور دشمنان دین کی محفل میں ,,رونق محفل،، کا کام دیتے ھیں اور یہ سمجھتے ھیں کہ وہ ملّت ابراھیمی کی کوئی بڑی خدمت انجام دے رھے ھیں(۱)

مولانا احمد سعید نے مسلم لیگ کی عوامی حیثیت کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے جس کا مظاھرہ انتخابات میں ہو چکا تھا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قیام پاکستان ایک برطانوی سازش ہے(۲) اور ھندوستان کے مسئلے کے صحیح حل کے لئے جمعیة علماء ھند کے فارمولے کا اعادہ کیا (۳)

۲۴ مارچ ۱۹۴۶ء کو وزارتی وفد دھلی پہنچا،وفد کے ایک رکن نے اعتراف کیا کہ کانگریس بڑی نمائندہ جماعت ہے جبکہ مسلم لیگ مسلم قوم کی اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے(۴) کل ھند جمعیة علماء اسلام کے نائب صدر مولانا ظفر احمد عثمانی نے وفد کو ایک تار میں واضح کیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے،پاکستان مسلمانوں کا قومی مطالبہ ہے،جس کا انکار بعید از قیاس ہے،مسلمان اس پر سمجھوتے کے لئے تیار نہیں اور اسکے حصول کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے(۵) ۳ جون ۱۹۴۷ء کو تقسیم ھند کے اعلان میں سلھٹ اور صوبہ سرحد میں استصواب رائے ہونا قرار پایا۔۱۱ جون کو علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی نے بمبئی میں قائداعظم سے ملاقات کی اور انھیں یہ اعلان کرنے کو کہا کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہو گا ۔ (۶) قائداعظم

نے فرمایا کہ جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہو گی وہاں آئین اسلامی کے علاوہ اور کیسے ہو سکتا ہے(۷۷) اس پر جمعیۃ کے قائدین نے ترکی کا حوالہ دیا جو اسلامی ملک ہے مگر وہاں کا آئین اسلامی نہیں۔ مسلم لیگ کے متعلق بھی مسلمانوں میں ایسے ہی شکوک ہیں (۷۸) اس پر قائداعظم نے علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کو انکی طرف سے اعلان کرنے کی اجازت دی کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہو گا ۔ مولانا ظفر احمد چاہتے تھے کہ یہ تحریری طور پر قلمبند ہو جائے مگر بعد ازاں زبانی رضامندی پر مطمئن ہو گئے (۷۹) اور استصواب رائے کیلئے تحریک چلانے کا فیصلہ کر لیا ۔

مولانا ظفر احمد عثمانی کو سلہٹ سپرد ہوا ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل نواب زادہ لیاقت علی خان نے بھی سلہٹ کا دورہ کیا۔ سلہٹ انتہائی مذہبی علاقہ تھا اور یہاں کی بیشتر آبادی مولانا حسین احمد مدنی کے مریدوں پر مشتمل تھی۔ استصواب رائے میں مولانا مدنی کی کوشش تھی کہ سلہٹ ہندوستان کا حصہ بن جائے۔ مولانا عثمانی نے متعدد مقامات پر اپنی تقاریر میں سلہٹ کے مسلمانوں کو پاکستان کے حق میں رائے دینے کی تلقین کی بالآخر مولانا کی سعی رنگ لائی اور پچاس ہزار ووٹوں کی اکثریت سے اسلامیان سلہٹ نے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کر دیا (۸۰) آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل نواب زادہ لیاقت علی خان نے مولانا عثمانی کو اس کامیابی پر مبارکباد دی (۸۱) مولانا شمس الحق فرید پوری مولانا محمد ساحل عثمانی اور مولانا اطہر علی خان نے مولانا عثمانی کے ساتھ سلہٹ کے استصواب رائے میں سیاسی کام کیا ۔ (۸۲) کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کے صدر علامہ شبیر احمد عثمانی کو صوبہ سرحد کا علاقہ دیا گیا ۔ سرحد میں خان عبدالقیوم

خان کی زیر قیادت بڑی مضبوط صوبائی مسلم لیگ کام کر رہی تھی جبکہ خان عبدالغفار خان کی کوشش تھی کہ سرحد کو آزاد پختونستان بنا دیا جائے ۔ پشاور، بنوں، کوہاٹ، ایبٹ آباد میں علامہ عثمانی نے استصواب رائے سے متعلق بڑے عوامی جلسوں سے خطاب کیا اور سرحد کے غیور مسلمانوں کو پاکستان میں شمولیت اختیار کرنے کی تلقین کی ۔ جناح پارک پشاور میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علامہ عثمانی نے مسلم لیگ کے اس عزم کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی کہ پاکستان میں اسلامی قانون رائج ہو گا ۔ یاد رہے کہ اس سے قبل علامہ یہ بات واضح طور پر کہہ چکے تھے کہ سنی مسلک مسلمانوں کی شرعی امور میں سنی علماء کی رائے کا احترام کیا جائے گا جبکہ شیعہ مسلمانوں کے فقہی امور میں انکے مجتہدین کی رائے کو معتبر خیال کیا جائے گا ۔ پیر صاحب مانکی شریف پیر جماعت علی شاہ اور مولانا عبدالقدوس بہاری نے استصواب رائے کی تحریک میں علامہ عثمانی کے ساتھ کام کیا (۸۳). بالآخر سرحد نے بھی پاکستان کے حق میں فیصلہ کر دیا (۸۴). اس کامیابی پر قائداعظم نے علامہ شبیر احمد عثمانی کو مبارک باد پیش کی ۔ (۸۵)

حوالہ جات

۱ ۔ تفصیل کے لئے دیکھیں :

M. Naeem Qureshi, The Khilafat Movement in India: 1919-1924, Ph. D. Thesis, University of London, 1973.

K. K. Aziz, The Indian Khilafat Movement: 1915-1933, Pak Publishers Ltd., Karachi, 1972.

Dr. M. Naeem Qureshi, 'Ali Brothers: A Study in Political partnership', Founding Fathers of Pakistan, Quaid-i-Azam University Islamabad, 1981, pp. 109-136.

۲ ۔ ایچ بی خان ، برصغیر پاک وھند کی سیاست میں علماء کا کردار ، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد، ۱۹۸۵، ص ۱۸۰ ۔ ۲۸۵ .

3. Nehru Report, pp. 23-105.
Dr. Waheed-uz-Zaman, Towards Pakistan, Publishers United Ltd., Lahore, 1969, pp. 40-54.

Tanqied-o-Tabsirah.

۴ ۔ مولانا محمد شفیع ، افادات اشرفیہ درمسائل سیاسیہ یعنی سیاسیات حاضرہ مسلم لیگ و کانگرس وغیرہ کے متعلق حضرت مجدد الملت حکیم الامت سیدی و سندی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ارشادات کا مجموعہ دارالاشاعت ، دیو بند ، ۱۳۶۵ھ ص ۵۳ ۔ ۵۴ .

۵ ۔ ایضاً ص ۶۸ ۔ ۸۳

۶ ۔ ایضاً ص ۹۷

مولانا محمد اشرف علی تھانوی ، مجلس دعوت الحق ، مطبوعہ ایجوکیشن پریس کراچی ، ۱۹۳۸، ص ۹

۷ ۔ پروفیسر محمد انوارالحسن شیر کوٹی ۔ انوار عثمانی ، مکتبہ اسلامیہ ، کراچی ۱۹۶۶،ص ۵۵ ۔ ۵۶

۸ ۔ ایضا

۹ ۔ تفصیل کے لیئے دیکھیں : اقبال ، ارمغان حجاز شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۷۰، ص ۲۷۸
. طالوت ، نظریۂ قومیت اور مولانا حسین احمد مدنی و علامہ اقبال ، کتب خانہ صدیقیہ
ڈیرہ غازی خان ، تاریخ نہیں لکھی .
اعجاز الحق قدوسی ، اقبال اور علمائے پاک و ہند ، اقبال اکادمی پاکستان . لاہور، ۱۹۷۷،
ص ۳۸۱ ۔ ۳۸۲
بشیر احمد ڈار، انوار اقبال ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور ۱۹۷۱ ص ۱٦۸ ۔ ۱۷۰ . روز نامہ
احسان لاہور، ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ .
چودھری حبیب احمد ،تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ، البیان لاہور ، ۱۹٦٦،
ص ۲۴۳ ۔ ۲۵۳ ، ۲٦۳ ۔ ۲۷۲ .
مجموعہ فتاوی و ارشادات ، مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند، دھلی ، تاریخ نہیں لکھی ، ص ۳۱ ۔ ۳۸

Professor Qadeer-ud-Din Khan, 'Iqbal Husayn Ahmed Controversy', Dawn (Karachi), April 24, 1978.

۱۰ ۔ پروفیسر محمد انوارالحسن شیرکوٹی ، خطبات عثمانی ، نذر سنز لاہور، ۱۹۷۲ ص ۷۔ ۲۸ .

۱۱ ۔ ایضاً ص ٦٦ ۔ ٦۷ .

۱۲ ۔ عبدالشکور ترمذی ، تذکرۃ الظفر، مکتبہ علمی کمالیہ ، فیصل آباد ، ۱۹۷۷ ، ص ۲۵۵ ۔ ۲۵۸۔

۱۳ ۔ تفصیل کے لیئے دیکھیں

Syed Sharif-ud-Din Pirzada, Pakistan Resolution and the Historic Lahore Session, Karachi, 1968, pp. 123-168.

Dr. Ahmed Hasan Dani, 'Choudhry Rahmat Ali: Founder President of Pakistan National Movement', Founding Fathers of Pakistan, pp. 161-188.

۱۴ ۔ روزنامہ خلافت ، ٦ اکتوبر ۱۹۴۵۔
مولانا ظفر احمد صاحب کے فتوے پر تبصرہ ص ۱ .
سید حسین احمد، مسلم لیگ کیا ہے ، جمعیت علماء ہند ، دھلی ، ۱۹۴۵۔ ص ۱ ۔ ۲۵

Sayyid A.S. Pirzada, The British Viceroys and Pakistan Plan, Muslim (Islamabad), Aug 14, 1982.

۱۵ ۔ ایضاً

P. Hardy, The Muslims of British India, Cambridge University Press, 1972, p. 202.

۱٦۔ علامہ شبیر احمد عثمانی کا خط مورخہ ٦ فروری ۱۹۴۰۔ بنام محمد علی جناح پریذیڈنٹ آل
انڈیا مسلم لیگ ، ۱۸۹۲۔ قائداعظم پیپرز سیل منسٹری آف ایجوکیشن ، اسلام آباد ۔

۱۷ ـ ۱۹۲۸ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے دارالعلوم دیوبند کی چانسلر شپ چھوڑ کر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت صوبہ گجرات کا قصد کیا ۱۹۳۳ء میں دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوری کے بعض ارکان نے تحریک کی کہ آپ کو واپس بلایا جائے ـ مولانا مدنی نے علامہ عثمانی کو ایک خط میں لکھا کہ آپ میں کمزوریاں بھی ہیں جیسے عدم استقلالی، کان کا کچا ہونا اور انتظام سے طبعی تناسب نہ ہونا لہذا آپ کے لئے یہ عہدہ موزوں نہیں سمجھتا، اپنے جواب میں علامہ نے مولانا مدنی کو لکھا کہ عدم استقلالی سے متعلق یہ وہ پروپیگنڈہ ہے جس کا ڈھول برسوں سے میرے حاسد بڑے زور و شور سے پیٹ رہے ہیں،اگر عدم استقلالی کے معنی یہ ہیں کہ ایک کام کو اچھا سمجھ کر اختیار کرنے کے بعد محض کم ھمتی اور کسل کی بنا پر چھوڑ دیا جائے تو میں متمنی ہوں کہ آپ اسکے چند نظائر پیش فرما کر میرے نفس امارہ کی اصلاح و تنبیہ کا اجر حاصل کریں اور اگر عدم استقلال سے یہ مراد نہیں تو کم از کم سیدالطایفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کا یہ قول ضرور مستحضر رکھیں :

الصادق یتقلب فی یوم واحد مائہ مرۃ والمرائی یثبت علی حالۃ واحدۃ مائۃ سنہ ـ

سچا آدمی ایک دن میں سو مرتبہ بدلتا رہتا ہے اور ریاکار ایک ھی حالت پر سو سال قائم رہتا ہے ـ

انوار عثمانی ، ص ۳۶ ـ ۵۳ ـ

۱۸ ـ علامہ شبیر احمد عثمانی ، پیغام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی بنام موتمر کل ھند جمعیہ علماء اسلام کلکتہ ، ھاشمی بکڈپو، لاھور ، تاریخ نہیں لکھی ، ص ۱۲ ـ ۱۳ ـ

۱۹ ـ ایضاً ، ص ۱٦

۲۰ ـ ایضاً ، ص ۱۷

۲۱ ـ ایضاً ، ص ۱۸ ـ ۲۳ ـ

۲۲ ـ ایضاً ، ص ۲۷ ـ ۲۹

۲۳ ـ تذکرہ الضفر ، ص ۳۷۰ ـ ۳۷۱

۲۴ ـ جمعیت علماء اسلام کے قیام کی کہانی : اسکے ایک قدیم ترین رکن کی زبانی ص ۹

۲۵ ـ مولانا محمد متین خطیب سے ذاتی انٹرویو ـ

۲٦ ـ پیغام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی بنام موتمر کُل ھند جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ ، ص ۴۳ ـ ۴۸

۲۷ ـ جمعیت علماء اسلام کے قیام کی کہانی : اسکے ایک قدیم ترین رکن کی زبانی ، ص ۹ ـ

۲۸ ـ ایضاً ـ

۲۹ ـ مراسلات سیاسیہ یعنی جانشین شیخ الہند حضرت علامہ شبیراحمد عثمانی کے نام سیاست حاضرہ کے متعلق چودہ استفساری خطوط اور حضرت ممدوح کے مدلل جوابات ، شائع کردہ شعبہ نشرواشاعت آل انڈیا مسلم لیگ دھلی ، تاریخ نہیں لکھی ص ۳ ـ ۸ .

۳۰ ـ ایضاً ، ص ۹ ـ ۱۲

۳۱ ـ ایضاً ، ص ۱۲ ـ ۱۳ ـ

۳۲ ـ ایضاً ، ص ۱۵ ـ ۱۹ ـ

۳۳ ـ ایضاً ، ص ۲۰ ـ ۳۳ ـ

۳۴ ـ ایضاً ـ

۳۵ ـ ایضاً ـ

۳۶ ـ اشارہ علامہ عثمانی کی طرف ہے ـ مصنف

۳۷ ـ مراسلات سیاسیہ ، ص ۳۳ ـ ۳۰ ؛

۳۸ ـ ایضاً ، ص ۳۳ ـ ۳۱ ـ

۳۹ ـ ایضاً ، ص ۳۱ ـ ۳۷ ـ مسلم لیگ اور جمعیۃ علماء ہند نے ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں مشترکہ پارلیمانی بورڈ اور متفقہ منشور کے ساتھ حصہ لیا تھا سید حسن ریاض ، پاکستان ناگزیر تھا، کراچی یونیورسٹی کراچی ۱۹۶۷ ، ص ۱۸۳ ـ ۱۸۴ .

۴۰ ـ مراسلات سیاسیہ ، ص ۴۸ ـ ۵۱

یہ خط مولوی احمد اسمعیل صالح نے بوڈھان سائن ضلع سورت سے ۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء کو لکھا ـ

۴۱ ـ ایضاً ، یہ خط میرٹھ شہر سے جناب بشیرالدین احمد نے لکھا ـ

۴۲ ـ ایضاً ، ص ۵۱ ـ ۸۰

۴۳ ـ محمد ذکی ، خطبہ صدارت کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس حیدرآباد (سندھ)، مکتبہ دارالاشاعت دیوبند، ۱۹۴۷ء ص ۱۰ ـ

۴۴ ـ ایضاً

45. Waheed-uz-Zaman, <u>Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah: Myth and Reality</u>, National Committee for Birth Centenary. Celebrations of Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah, Ministry of Education, Government of Pakistan, Islamabad, 1976, pp. 76-77.

۴۶ ـ مفتی محمد شفیع ، وقایہ المسلمین عن ولایہ المشرکین یعنی کانگریس اور مسلم لیگ کے متعلق شرعی فیصلہ ، دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور ، ۱۳۶۵ ہجری (۱۹۴۶ء) ،ص ۳ ـ

۴۷ ـ ایضاً، ص ۵ ـ ۱۹ ـ

۴۸ ـ ایضاً ، ص ۲۰ ـ

۴۹ ـ ایضاً ، ص ۲۹ ـ ۳۱ ـ

۵۰ ـ ایضاً ـ

۵۱ ـ ایضاً ، ص ۳۵ ـ

۵۲ ـ ایضاً ، ص ۳۶ ـ

۵۳ ـ ایضاً ، ص ۳۷ ـ ۳۹ ـ

۵۴ ـ وقایہ المسلمین عن ولایہ المشرکین یعنی کانگریس اور مسلم لیگ کے متعلق شرعی فیصلہ، ص ۴۳ ـ ۴۸ ـ

۵۵ ـ مکالمۃ الصدرین ہاشمی بک ڈپو ، لاہور ، تاریخ نہیں لکھی ، ص ۱ ـ ۱۱ ـ

۵۶ ـ ایضاً ، ص ۱۱ ـ ۱۳ ـ

۵۷ ـ ایضاً ، ص ۱۳ ـ ۲۷ ـ

۵۸ ـ علامه کو تناسب بیان کرتے ہوئے غلط فہمی ہوئی جمعیۃ علماء ہند کے فارمولے کے مطابق یہ تناسب ۴۵:۴۵:۱۰ تاہم اس سے علامہ کی دلیل پر کوئی آنچ نہیں آتی ـ مصنف ـ

۵۹ ـ مکالمۃ الصدرین ، ص ۱۳ ـ ۲۷ ـ

٦۰ ـ ایضاً ، ص ۳۱ ـ ۳۲ ـ

٦۱ ـ ایضاً ، ص ۳۳ ـ ۳۸ ـ

٦۲ ـ سید نور احمد ، مارشل لاء سے مارشل لاء تک : اپریل ۱۹۱۹ء تا اکتوبر ۱۹۵۸ء ، لاہور ، ۱۹۷۰ء ، ص ۲۳۷ ـ

٦۳ ـ مولانا شبیر احمد عثمانی ، خطبۂ صدارت ، ہاشمی بکڈپو، لاہور، ۱۹۴۵ء ، ص ۱ ـ ۸ ـ

٦۴ ـ ایضاً ، ص ۹ ـ ۲۷ ـ

٦۵ ـ مولانا شبیر احمد عثمانی ہمارا پاکستان : خطبۂ صدارت صوبہ پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس لاہور ، ہاشمی بکڈپو لاہور ، ۱۹۴٦ء ، ص ۱ ـ ۱۳ ـ

٦٦ ـ ایضاً ، ص ۲۵ ـ ۲۷ ـ

٦۷ ـ ایضاً ، ص ۳۳ ـ ۳۰ ـ

٦۸ ـ ایضاً ، ص ۱۷ ـ

٦۹ ـ ایضاً ، ص ۴۷ ـ ۵۷ ـ

۷۰ ـ مولانا احمد سعید ، خطبۂ صدارت ، ہمدرد پریس میرٹھ ، ۱۹۴٦ء ، ص ۷ ـ
جمعیۃ علماء ہند کی حکمت عملی کی تفصیل کے لئے دیکھیں مولانا سید محمد میاں ، علماء حق اور انکے مجاہدانہ کارنامے ، حصہ دوم ، جمعیۃ علماء ہند پبلی کیشن دھلی ۱۳٦۵ھ ـ

۷۱ ـ ایضاً ، ص ۸ ـ ۵۹ ـ

۷۲ ـ ایضاً ، ص ۵۹ ـ ٦٦ ـ

۷۳ ـ وزارتی وفد کے متعلق تفصیل کے لئے دیکھیں ـ

H. V. Hodson, The Great Divide, Oxford University Press, Karachi 1969, p. 134.

Penderel Moon, Ed., Wavell: The Viceroy's Journal, Pakistan Herald Press, Karachi, 1977, pp. 343-360.

Larry Collins and Dominique Lapierre, Freedom at Midnight, Simon and Schuster, New York, 1975, p. 18, 19, 98.

Dr. Waheed-uz-Zaman, 'Mountbatten Nehru Alliance against the Quaid', The Pakistan Times, Rawalpindi, Aug 14, 1976.

Sudhir Ghosh, Gandhi's Emissary, The Crescent Press, London, 1967, pp. 45-206.

Syed Ali Naqvi, 'Reflections: British Attitude Towards Pakistan Plan', The Muslim, Islamabad, March 28, 1980.

۷۴ ـ تذکرہ الظفر، ص ۳۸۰

۷۵ ـ ایضاً، ص ۳۸۴ .

۷۶ ـ ایضاً .

۷۷ ـ ایضاً، ص ۳۸۴ ـ ۳۸۵ .

۷۸ ـ مولانا کا ذاتی خط مورخہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۷ ھ .

۷۹ ـ تذکرہ الظفر ص ۳۸۷ ـ ۳۸۸ .

۸۰ ـ ایضاً

۸۱ ـ ایضاً

۸۲ ـ خطبات عثمانی، ص ۲۳۰ ـ ۲۳۵ . ہمارا پاکستان ص ۶۷ .

83. Choudhry Mohammad Ali, The Emergency of Pakistan, Lahore, 1973, p. 167.

۸۴ ـ خطبات عثمانی، ص ۲۳۰ ـ ۲۳۵ .

●●●